محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ (مشکوٰۃ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہے۔

یہ حدیث نہایت مختصر اور ایک چھوٹے سے جملے پر مشتمل ہے۔ اس میں خوش خلقی کی تعلیم دی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ معاشرے کا بہترین شخص وہ ہے، جو بہترین اخلاق سے بہرہ ور ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ انسان کی بہتری اور اچھائی کا اصل معیار اخلاق ہے۔ جو شخص اخلاقِ حسنہ کی دولت سے مالامال ہے، وہ دنیا کا نہایت ہی قابلِ تعریف آدمی ہے۔

اخلاق، نفسِ انسانی کی ایسی ہیئت اور کیفیت کا نام ہے، جس کی وجہ سے اعمال و افعال کا کارواں ایک خاص رخ اختیار کرتا ہے اور فکر و نظر کے قافلے متعین راہوں پر گامزن ہوتے ہیں۔ اگر یہ راہیں انسانی ذہن کو جلا بخشنے اور صاف ستھری تہذیب سے آشنا کرنے کا ذریعہ ہوں تو اسے اخلاقِ حسنہ سے تعبیر کیا جائے گا، اور اگر یہ غلط موڑ پر لاکھڑا کریں اور انسان کے سامنے برائی کے دروازے کھول دیں تو اسے اخلاقِ سیئہ یا برے اخلاق سے موسوم کیا جائے گا۔

اسلام، جہاں نماز، روزے اور اصحابِ مال و دولت کو حج اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے، وہاں اخلاق کی بلندی، دل کی پاکیزگی، روح کی صفائی، ذہن وفکر کی تطہیر، عمدہ تہذیب کو اپنانے اور بہترین ثقافت پر عمل پیرا ہونے کی بھی تاکید کرتا ہے۔ اس کے لیے وہ فرد اور معاشرہ دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔ یعنی انفرادی طور پر بھی وہ ہر شخص کو اوصافِ حمیدہ کا حامل دیکھنا چاہتا ہے اور اجتماعی سطح پر بھی ——!

دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اخلاقِ حسنہ کی تلقین نہ کرتا ہو، اور خوش خلقی کو زندگی کی بہترین قدر نہ مانتا ہو لیکن اسلام وہ مذہب ہے جس نے اس کے مختلف گوشوں کو تفصیل کے ساتھ وحی کے الفاظ میں بھی بیان کیا ہے اور بہترین الفاظ میں بیان کیا ہے ۔ بلا شبہ اخلاقی خوبیاں فطرتِ انسانی میں ودیعت کی گئی ہیں، لیکن جہاں کسی وجہ سے فطرت خوابیدہ ہو جائے، وہاں احکامِ الٰہی کی صدائے حق بلند ہوتی اور وحی ربانی کی ندائے دل نواز فضا میں گونجتی ہے، جو انسان کو اخلاقِ حسنہ کا درس دیتی اور دنیا میں خیر و صلاح کی تبلیغ کے لیے آمادہ کرتی ہے۔

تمام انبیائے کرام اور مصلحین اپنے اپنے وقت میں لوگوں کو یہی تعلیم دیتے رہے کہ سچ بولو، دنیا میں عدل و انصاف پھیلاؤ، سب سے بھلائی اور نیکی کا برتاؤ کرو، کمزور کی مدد کرو، یتیم سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ یہ سب باتیں خوش خلقی کے وسعت پذیر مفہوم میں شامل ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی بعثت ہی اس لیے ہوئی کہ اخلاقِ حسنہ کو اتمام و اکمال کی آخری حدوں تک پہنچا دیں۔

بعثت لاتمم حسن الاخلاق ۔

میں حسن اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور مقام پر اس سے بھی زوردار الفاظ میں فرمایا:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔

میں تو بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کر دوں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں خوش خلقی کو اصل اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی دعوت کا پورا نقشہ اسی کی روشنی میں تیار ہوا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا وہ فریضہ ہے، جس پر موقع و محل کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان خوش اخلاق اور خوش اطوار ہو۔ اس کی عادات، گفتار، کردار، اعمال، غرض زندگی کے ہر پہلو میں اخلاقِ حسنہ نمایاں ہوں۔ وعدے کی پابندی، قول کی سچائی، عفو و درگزر، عدل و انصاف، اعتدال و توازن، اللہ کا خوف، اس کی رحمت کی امید، دل کی مسرت، روح کا انبساط، رضائے الٰہی، حقوق اللہ کی ادائیگی، حقوق العباد کا لحاظ، ہمسایوں سے حسنِ سلوک، خوش کلامی، نرم مزاجی، تواضع، انکسار و ایثار، رحم و شفقت، عفت و پاک بازی، حلم و بردباری، سخاوت، استقامت، شجاعت اور بہادری ۔۔۔ یہ وہ چند اوصاف ہیں جو اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں۔ اس سے

(باقی ص ۳۰)